ہدیہ مجیدیہ

ترجمہ

تحفہ اثنا عشریہ

تالیف

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی المتوفی ۱۲۳۹ھ

ترجمہ

مولانا محمد عبدالمجید خاں

ناشر

ایفا پبلشنگ ہاؤس

سوئیوالان، دہلی-۲

باب یازدہم: خواص مذہب شیعہ میں، اسمیں تین فصلیں ہیں : ۷۲۰

باب دوازدہم :- تولا اور تبرا میں، اس میں دس مقدمے ہیں : ۷۹۵

فساد انگیز کر برسوں سے تیار کر رکھی تھیں اور بخوف صولتِ اسلام زبان پر نہیں لا سکتے تھے برملا کرنا شروع کیں یعنی بگاہ کہ شہادت حضرت عثمانؓ اور خلافت جناب امیرؓ نے صورت پکڑی ان لوگوں نے آپ کو مخصوص اور محبوں جناب امیرؓ میں ظاہر کیا اور شیعۂ علی اپنا لقب ٹھہرایا اور اس گھس پیٹھ سے نہایت خوش وقت اور خوش دل ہوئے۔ چاہا کہ خبثِ دل کو بے دغدغہ ظاہر کریں اور یہ فساد جو شہادتِ حضرت عثمانؓ میں اٹھ کر قریب مٹنے کے ہو رہا ہے مٹنے نہ پائے اس کو خوب لمبا چوڑا کر دیں۔

سب سے بڑھ کر اور سب کا دادا پیر اس گروہ میں عبداللہ بن سبا یہودی یمنی صنعانی تھا کہ مکر و اغوا میں بمالات یہود کے مشہور اور دغا و دغل میں از بس معروف تھا گرم و سرد فتنہ انگیزی کے چکھے ہوئے اور نشیب و فراز اس راہ کے کما ینبغی دیکھے ہوئے۔ غرض ان باتوں میں خوب چڑھا ہوا تھا اس نے مفسدوں کو نیک طور پر فریب دینا اور موافق مادہ ہر ایک کے بہکانا شروع کیا۔ اول تو اظہار اپنے کمال محبت و اخلاص کا خاندانِ نبوت سے کیا اور ان کو محبت اہل بیت اور استحکام اس امر کی تحریص کی۔ اور واجب جاننا جانبداری خلیفہ برحق یعنے جناب امیرؓ کو اور رغبت نہ کرنا ان کے مخالفوں (یعنے خلفائے ثلاثؓ) کی طرف بیان کیا کہ یہ بات خاص و عام اور گروہ اسلام کو مقبول و مطبوع ہوئی سب اس کو اپنا ناصح اور خیر خواہ سمجھ کر معتقد ہوئے۔ جب اس نے اس جال میں لوگوں کو پھانس لیا تو پہلے یہ بات ان کے دلوں میں ڈالی کہ جناب امیرؓ بعد آنحضرتؐ سب سے افضل ہیں اور آنحضرتؐ سے قریب تر اور وصی اور بھائی اور داماد ان کے ہیں اور آیات قرآنی اور حدیثیں جو جناب امیرؓ کے فضائل و مناقب میں تھیں ان کو مع مخترعات اپنی طبیعت کے سب میں پھیلا دیا۔ جب دیکھا کہ شاگرد اس کے فضیلتِ جناب امیرؓ کے قائل ہو گئے اور یہ بات ان کے ذہنوں میں خوب جم گئی تو ایک گروہ کو جو اس کے خالص بھائیوں اور چیدہ یاروں سے تھے دوسرا بھید تعلیم کیا کہ جناب امیرؓ وصی آنحضرتؐ کے ہیں اور آنحضرتؐ نے صریح ان کو اپنا خلیفہ کیا اور خلافت ان کی قرآن کی اس آیتِ شریف إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ سے نکلی جاتی ہے لیکن صحابہؓ نے بسبب اپنے غلبہ اور مکر کے وصیتِ آنحضرتؐ کو ضائع کیا اور اطاعت خدا و رسول کی نہ کی اور حق جناب امیرؓ کا تلف کر ڈالا محض دنیا کی طمع میں آ کر دین سے پھر گئے اور اس جھگڑے کو جو حضرت خاتونِ جنتؑ اور خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ سے بابت فدک کے ہو کر منجر بصلح و صفا ہوا تھا اس کو اپنے اس قول میں سند اور دستاویز ٹھہرایا۔ بعد اس تعلیم کے ہر ایک کو بھید چھپانے کی بالمبالغہ وصیت کی کہ اگر تم کو لوگوں سے اس قسم کی گفتگو اور بات چیت آ پڑے تو میرا نام مت لینا مگر مجھ سے تبرا اور بیزاری ظاہر کرنا اس واسطے کہ مجھ کو اس وصیت و نصیحت سے محض بیان حق اور اظہار امر واقع منظور ہے نہ کہ نام و نشان اور منصب و جاہ۔

پس بسبب اس وسوسہ کے گفت و شنود ان باتوں کی اور طعن و دشنام خلفاء کی حضرت امیرؓ کے لشکر

باب اول کیفیت حدوث مذہب تشیع میں اور شاخ شاخ ہونا اُس کا مختلف فرقوں پر

جاننا چاہیے کہ مذہب شیعہ کا جب سے پیدا ہوا رنگ رنگ کے ظہور کرتا رہا اور طرح طرح کے بھیس بدلتا گیا۔ ہر وقت میں دوسرے رنگ پر ظاہر ہوا آخر سلاطین صفویہ نے جو شاہ صفی بن شاہ اسمٰعیل ایرانی کی اولاد تھے عراق و خراسان میں اس مذہب کے رواج دینے اور اصول و قوانین ضبط و حفظ کرنے میں کوشش کی۔ چنانچہ اُس وقت کے اُن کے علماء نے بڑی کوشش کر کے اس کے اصول و فروع درست کئے اور رسالوں اور کتابوں میں جمع کئے اُس وقت سے بدلنا اور ایک حال سے دوسرے حال پر ہونا اس کا موقوف ہوا ایک طور پر ٹھہر گیا مگر یہ رنگ بدلنا اور ایک حال سے دوسرے حال پر ہوتا رہنا خاص خاصہ اسی مذہب کا ہے اور بس۔ سوا اس مذہب کے کسی اہل مذہب کے گو اختلاف فروع مذہب میں ہوا لیکن اصول مذہب کو کبھی تبدیل نہیں کیا البتہ اس کے بانی مبانی ہر وقت میں مناسب وقت کے ایک مذہب تراشتے اور اصول و ارکان بدلتے رہے ایک طور پر نہیں ٹھہرنے دیا۔ اس سبب سے اس کے اصول و ارکان میں نہایت تغیر و تبدل واقع ہوا۔

اب تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خلفائے ثلٰثہ یعنی حضرات ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمان رضی اللہ عنہم کے وقت میں بہت سے شہر کفار یہود اور نصاریٰ اور مجوس اور بت پرستوں کے بعنایت ایزدی صحابۂ کرام اور تابعین عظام کے ہاتھ سے فتح ہوئے۔ اور قتل و گرفتاری اور لوٹ اور غارت کفار نگونسار میں پڑی۔ جس سے نہایت ننگ و عار اُن کو لاحق ہوئے حتیٰ کہ لڑکیاں ناکتخدا اُن کی ہم بستر ادنیٰ مسلمانوں کے ہوئیں اور لڑکی لڑکے اشراف کفار کے لونڈی غلام اجلاف عرب کے بنے۔ اور کمال ذلت و خواری داغ جزیہ کا اُن کے اعلیٰ لوگوں پر لگایا گیا۔

❋ اول تو شیخین یعنی حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کے وقت میں ان کفاروں نے بھی بمقتضائے غلبہ غیرت اور شدت غضب کے بہت سے ہاتھ پاؤں مارے اور جنگ و جدال میں مستعد رہے لیکن جو مدد الٰہی شامل حال اہل اسلام کے تھی کوئی بات پیش نہ گئی۔ اور سوائے زیان کاری و خجالت کے کوئی نتیجہ نہ پایا۔ ناچار خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ کے وقت میں یہ حیلہ پیدا کیا اور مکر بنایا کہ ایک جماعت کثیر ان میں سے بظاہر اسلام گویا ہوئی اور اس حیلے سے آپ کو مسلمانوں میں داخل کیا اور دل سے درپے اس بات کے ہوئے کہ چراغ اسلام کا بجھا دیں اور مسلمانوں میں کینہ و فساد ڈال دیں۔ چنانچہ اسی کے حیلے اور تدبیریں ڈھونڈھتے رہے اتفاقاً تقدیر الٰہی سے جب زمانہ انقضائے خلافت کا کہ وہ بحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیس برس تھے نزدیک پہنچا تو مصریوں کی ایک جماعت خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ سے باغی ہو گئی اور اُن پر قصد کیا۔ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ یہ جماعت اس آگ کے بھڑکانے میں سرگرم ہوئی اور فرصت و موقع سمجھ کر اطراف و جوانب خصوص کوفہ اور عراق سے مدینہ منورہ کو پہنچی اور وہ باقی

دلوں میں جاری ہوئی اور جھگڑے اور لڑائیاں ہونے لگیں یہاں تک کہ حضرت امیرؓ نے بر سر منبر یہ خطبہ فرمایا اور اس گروہ سے تبرا اور بیزاری اپنی ظاہر کی بعض کو وعید اور ضرب حد یعنی سزا شرعی سے تہدید کی۔

ابن سبا نے جو دیکھا کہ یہ تیر بھی اُس کا نشانہ پر لگا اور فتنہ و فساد مسلمانوں کے عقیدے میں پڑ گیا باہم گفتگو کرتے ہیں اور درپئے بے آبروئی ایک دوسرے کے ہوتے ہیں پھر ایک گروہ اخص الخواص شاگردوں کی جماعت کو خلوتِ خاص میں قول و قسم لے کر دوسرا بھید کہ اس سے باریک تر اور نازک تر تھا بیان کیا کہ جناب امیرؓ سے ایسی چیزیں ظاہر ہوتی ہیں جو مقدور بشر کا نہیں ہے یعنی کرامتیں اور ہر قالب میں ہو جانا' غیب کی خبر دینا' مُردے جلانا' حقائق الٰہیہ اور کونیہ بیان کرنا' حاضر جواب اور عبارت و الفاظ میں بلیغ و فصیح ہونا' زہد و تقویٰ اور شجاعت بیحد اور وہ قوت کہ نہ کسی نے آنکھ سے دیکھی نہ کان سے سُنی' آیا کچھ جانتے ہو کہ یہ سب چیزیں اُن میں کہاں سے آئیں اور یہ کیا بھید ہے سب نے عجز ظاہر کر کے کہا کہ ہم کچھ نہیں جانتے تم جس راہ ہم کو چلاؤ گے چلیں گے اس نے بہت سا شوق اُن کو دلا کر اور بہت سی تاکیدیں بھید چھپانے کی کر کے ظاہر کیا کہ یہ سب خواص اُلوہیت کے ہیں جو لباس بشریت میں جلوہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ خود ظاہر ہو کر کہا کہ اِعْلَمُوْا اَنَّ عَلِیًّا هُوَ الْاِلٰهُ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یعنی تم لوگ جان لو کہ بیشک علی خدا ہیں اور کوئی خدا نہیں سوا اُن کے۔ اور بعض باتیں جو جناب امیرؓ سے وجد و حال میں جیسا کہ اولیاء اللہ کو ہوتا ہے سرزد ہوئی تھیں مثل اَنَا حَیٌّ لَا یَمُوْتُ وَاَنَا بَاعِثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ وَاَنَا مُقِیْمُ الْقِیَامَةِ مؤید اپنے قول کی بنائیں اور گواہ اپنی رہنمائی کی ٹھہرائیں۔ معنی پہلے قول کے میں ایسا زندہ ہوں کہ مجھ کو موت نہیں۔ دوسرے کے، میں ہی اُٹھانے والا مُردوں کا ہوں قبروں سے۔ تیسرے کے، میں ہی قائم کرنے والا قیامت کا ہوں۔ پس رفتہ رفتہ بحکم کُلُّ سِرٍّ جَاوَزَ مِنَ الْاِثْنَیْنِ فَشَاعَ کے یعنی جو بھید دو لب سے نکلا سو پھیلا۔ یہ قول قبیح اُس کا فاش ہو کر جناب امیرؓ تک پہنچا۔ آپ نے اُس گروہ کو مع ابن سبا آگ میں جلانے سے دھمکایا ڈرایا اور توبہ کرائی اور وہاں سے نکال کر شہر مدائن کو بھیج دیا۔ مدائن میں بھی یہ لوگ وہی باتیں قبیح اپنی ظاہر کرنے لگے۔ اور ابن سبا نے اپنے شاگردوں کو عراق و آذربیجان میں پھیلا دیا۔ حضرت امیرؓ بسبب کثرت اشغال لڑائیوں کے جو باغیان شام سے درپیش تھیں اور نیز بوجہ دیگر امورات عظیمہ خلافت کے متوجہ حال ابن سبا اور اُس کے تابعین کے نہ ہو سکے یہاں تک کہ اُس کا مذہب رواج پا گیا اور پھیل گیا۔

پس لشکر والے جناب امیرؓ کے اس شیطان کے وسواس سے چار فرقے ہوگئے۔

❋ ایک فرقہ شیعۂ اُولیٰ اور شیعۂ مخلصین کہ اہل سنت و جماعت کے پیشوا ہیں اور حضرت امیرؓ کے چال چلن پر حقوق صحابِ کبارؓ اور ازواج مطہراتؓ کے پہچانتے تھے و رعایت ان کی ظاہر و باطن کرتے تھے۔ و صفائی وقائع اور جھگڑوں باہمی کے کہ سینہ بے کینہ سے مکر و نفاق کو نکال دیا تھا اور صفت طہارت حاصل کی تھی انہی کو شیعہ

اُولیٰ اور شیعہ مخلصین کہتے ہیں کہ یہ گروہ بجمیع وجوہ بحکم اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ کے شر اس شیطان مکار سے محفوظ و مصئون رہے ان کا دامن نجاست خبث اس پلید سے پاک رہا معنے آیت کے یہ کہ بیشک میرے کہ خاص بندوں پر تجھ کو غلبہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالےٰ نے یہ شیطان سے فرمایا ہے اُس وقت جو شیطان نے کہا کہ میں ان کو بہکاؤں گا۔ اور جناب امیرؓ نے خطبوں میں مدح ان کی فرمائی اور روش اُن کی پسند کی۔

✺ دوسرا فرقہ تفضیلیہ کہ جناب امیرؓ کو سب صحابہؓ پر فضیلت دیتے تھے یہ فرقہ اُنکے شاگردوں اُس لعین سے تھا کہ اُنھوں نے تھوڑا سا وسوسہ اُس کا قبول کیا اور جناب امیرؓ نے ان کو بہت ڈرایا دھمکایا کہ اگر میں نے کسی کو سنا کہ مجھ کو شیخینؓ پر فضیلت دیتا ہے تو اُس کو سزا افترا کی دوں گا جو اسّی کوڑے ہیں۔

✺ تیسرا فرقہ شیعہ سبیئہ سب یعنی دشنام کہ ان کو تبرائیہ بھی کہتے ہیں جو تمام صحابہؓ کو ظالم و غاصب بلکہ کافر و منافق جانتے ہیں۔ اور یہ اُس کے اوسط درجے کے شاگردوں سے تھے اور وہ جھگڑے جو حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور حضرت امیرؓ کے باہم ہوئے تھے مؤید ان کے مذہب اور محرک ان کے دغدغے کے ہوئے اور جو یہ سب جھگڑے باہمی بابت خون حضرت عثمانؓ کے تھے بالضرور ان لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے حق میں بھی زبان لعن و طعن کی کھولی اور جو خلافت حضرت عثمانؓ کی مبنی بر خلافت شیخینؓ تھی اور بانی مبانی خلافت حضرت عثمانؓ کے حضرت عبد الرحمٰن ابن عوف اور مثل اُن کے تھے ان سب کو نشانۂ تیر طعن کا بنایا۔ ہر گاہ کہ یہ خبر بواسطہ مخلصین جناب امیرؓ کے سمع شریف میں پہنچی تھی تو خطبے فرماتے تھے اور برا بھلا کہہ کر اپنی بیزاری اُن سے ظاہر کرتے تھے۔

✺ چوتھا فرقہ شیعہ غلات یعنی نہایت حد سے بڑھا ہوا کہ یہ لوگ اُس خبیث کے خاص الخاص اور ارشد شاگردوں سے تھے کہ قائل الوہیت جناب امیرؓ کے ہوئے اور جو مخلصین اُن کو الزام فاحش دیتے تھے کہ جناب امیرؓ میں نشان خلاف الوہیت کے اور مقتضیات بشریت کے موجود ہیں تو الوہیت صریح سے پھر کر قائل حلول کے ہوئے کہ روح الٰہی نے قالب بشری میں نزول کیا ہے۔ اور جو کچھ عیسائی بعد توجیہ اپنے مذہب کے حضرت مسیحؑ کے حق میں بشبہ وَنَفَخْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوْحِنَا یعنے پھونکی ہم نے اُس میں اپنی روح سے، قرار دے کر تقریر کرتے ہیں ایسے ہی یہ لوگ جناب امیرؓ کے حق میں جاری کرتے تھے مع ہٰذا بعض کلمات جناب امیرؓ کو موافق عقیدۂ فاسد اور اپنی بناوٹوں رکیک کے اُن کی طرف عائد کرتے تھے بس یہ اصل راہ پیدا ہونے مذہب شیعہ کی ہے۔

اب اس سے معلوم ہوا کہ اصل اصول شیعوں کے تین فرقے ہیں کہ تینوں ایک وقت میں پیدا ہوئے اور بانی مبانی ان تینوں فرقوں کا وہی ایک یہودی خبیث باطن نفاق پیشہ تھا کہ ہر ایک کو ایک دوسرے پر فریفتہ کر کے اپنے جال میں پھانسا۔

اور جو غلات تھوڑے اور شیعہ بہت ہیں اس کی یہ وجہ ہے کہ جب یہ دونوں فرقے آپس میں جدا و مختلف

چند روز کو چھپ گئے ہیں بعد ایک مدت کے ظہور کریں گے۔ غرض اُس کی یہ تھی کہ لوگ اور کسی کے معتقد نہ ہو جائیں اور بطور سابق میرے مطیع اور فرمانبردار رہیں۔ دوسرے رئیس اس گروہ نے کہ اسحاق تھا بوسیلۂ رسل رسائل کے ربط اپنا ابو ہاشم بن محمد بن الحنفیہ سے ظاہر کیا اور کہا کہ اب امام وہ ہیں اور مجھ کو اپنا نائب کیا ہے۔ پھر بعد ابو ہاشم کے اسحاقیہ قائل امامت اولاد ابو ہاشم کے رہ گئے۔ اور ابن حرب کندی نے کہ رؤسائے اسحاقیہ سے تھا اپنی نسبت دعویٰ امامت کا کیا ایک گروہ نے چیلوں اور چیلے زادوں عبد اللہ بن جعفر سے کہ شریک اسحاقیوں کے تھے بعد ابو ہاشم کے تعلق امامت کا عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر سے کیا کہ ایک جماعت کثیر نے کوفہ کے شیعوں سے اتباع اُن کا کیا اور ایک گروہ کیسانیہ اس طرف رجوع ہوئے کہ بعد ابو ہاشم کے امامت ابو طالب کی اولاد سے منتقل ہو کر حضرت عباسؓ کی اولاد کو پہنچی ہے۔ اور علی بن عبد اللہ بن عباس کو امام جانا۔ پھر ان کی اولاد میں سلسلہ امامت کا جاری کیا کہ نوبت منصور دوانقی عباسی تک پہنچی یہ سلسلہ بھی موہوم واقع ہوا لیکن یہ عجیب حال تھا کہ جن لوگوں کو یہ اپنے گمان میں امام قرار دیتے تھے اور بنام بنہاد اُن کے دعوت کرتے تھے وہ لوگ اس دعویٰ سے بیزاری تمام ظاہر کرتے تھے اور اپنے کو اس امر سے بچاتے تھے مگر یہ لوگ گمراہ کب سنتے تھے اُنھوں نے اُن کے انکار و اجتناب کو تقیہ ٹھہرا کر دشمنوں کے خوف سے جان بچاتے ہیں۔ اسی واسطے کہ ابھی مدینہ مروانیوں کے قبضے میں ہے بس یہی موقع تھا اور یہی بنیاد تقیہ کی تھی جو شیعوں میں پھیلا۔ مگر اس زمانے میں تشیع منحصر کیسانیت اور مختاریت میں تھا اور گروہ کے گروہ شیعۂ کوفہ کے اس مذہب میں ہو گئے تھے غلاۃ و تفضیلیہ بہت کم اور ذلیل تھے۔ اور ان کیسانیوں کے آپس میں بھی بڑی پھوٹ تھی گروہ گروہ ہو گئے تھے

تیسرا انقلاب شیعہ مذہب میں یہ ہوا کہ جب حضرت امام زین العابدینؓ عالم بقا کو سدھارے زید بن علی بن حسینؓ نے جن کا لقب زید شہید ہے ہشام بن عبد الملک بن مروان پر کہ بادشاہ وقت تھا خروج کیا۔ جب نواح کوفہ اور عراق میں پہنچے ایک گروہ شیعۂ مخلصین سے اُن کے ساتھ ہو گئے اس واسطے کہ اولاد مروان کی بسبب اس کے کہ ان کے عامل ظالم تھے قابل ریاست ظاہر کے بھی نہیں رہی تھی اور بارہ ہزار آدمی شیعہ سبئیہ کہ اکثر ان سے کیسانیہ اور مختاریہ تھے اور بعضے قائل امامت حضرت زین العابدینؓ کے یہ بھی اُن کے ساتھ ہوئے۔ یوسف بن عمر ثقفی کہ ہشام کی طرف سے امیر عراقین کا تھا اُس کی لڑائی پر متوجہ ہوئے حضرت زیدؓ شہید نے جو دشنام و تبرا ان لوگوں سے سُنا بار ہا گھر کی جھڑکی فرمائی اور اُن کے رئیسوں پر سخت تقید کی کہ اپنے تابعین کو اس امر شنیع سے باز رکھو۔ جب لڑائی نزدیک ہوئی اور دشنام و تبرا سے کہ زبانی باتیں تھیں نوبت سیف سنان کی پہنچی اور وقت امتحان شیعہ پن اور محبت اہل بیت کا آیا تب اس بہانے سے کہ ہم کو لعن و طعن صحابہؓ سے کیوں منع کرتے ہیں ترک رفاقت پر راضی ہو کر اور اُن کو دشمنوں خونخوار کے حوالہ کر کے بدستور قصۂ حضرت امام حسینؓ اپنے اپنے گھروں میں

اپنے شیعہ کے لئے ایسی چیزیں ظاہر کرتے تھے کہ وہ اوروں سے چھپاتے تھے۔ حالانکہ جن سے چھپاتے تھے وہ بھی اُن کے شاگرد تھے کہ انہی سے انھوں نے علم حاصل کیا اور انہی سے طریقہ اختیار کیا۔ پھر آنحضرت کو بلا وجہ دروغ و جھوٹ بولنا کیا ضرور تھا۔ اور یہ پانچوں اصلیں شیعہ کے نزدیک ایسی ہیں جیسے پانچ ارکان اسلام کے، اور ہر ایک ان میں سے ظاہر و برملا مخالف عقل اور اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنتِ مشہور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بلکہ جتنی شریعتیں اگلی اور حال کی ہیں سب کے برخلاف قواعد و قوانین بگاڑتی ہیں اس سبب سے ہم نے بیقین جانا کہ یہ مذہب اپنے دل کا نکالا ہوا اور نیا پیدا کیا ہوا ہے نہ کہ حاصل کیا ہوا خاندانِ نبوت سے۔

یہ جو پانچ اصلیں ہم نے بیان کیں ان پانچوں اصلوں میں دلیلیں ان کی دو حال سے باہر نہیں یا تو اخبار ہیں جن کے راوی مجہول و ضعیف اور چھپے چھپائے جو اگلی صدیوں کے علماء میں مطلق و اصلاً ذکر و مذکور اُن کا نہیں۔ اور رجال ان روایتوں کے سب مجروح و متقدوح جن پر تہمتیں جھوٹ اور بے دیانتی کی لگائی گئی ہیں خود ایسے ہیں، یا قرآن کی آیتیں سو بھی ایسی کہ جس بات پر انھوں نے اُن کو سند پکڑا ہے ظاہر وہ آیتیں اس مطلب کو نہیں پہنچاتیں بلکہ جب تک اُن کے سبب نزول اور خاص وقائع کہ اکثر وہ بھی ضعیف اور دل کی بنائی خبریں ہوتی ہیں نہ بیان کی جائیں پھر بھی اصل مدعا پر نہیں جمتیں۔ مگر جب ہی جمتی ہیں جو وہ باتیں جو ان کے دل کی گھڑی اور بنائی ہوتی ہیں بلائی جائیں جیسا کہ مفصل بیان ہو چکا۔ عاقل کو چاہئے کہ ان صورات میں خوب غور و تامل کرے تب حقیقت حال سے واقف ہوئے اور یہ مذہب بنا بنایا ہوا اس پر ایسا کھل جائے جیسے دوپہر کا سورج۔ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

پھر ہم نے دیکھا تو ان کے مذہب کو پانچ مذہب کافروں سے کہ وہ یہودی، نصرانی، صابئین و مجوسی اور ہنود ہیں کہ ان میں سے اکثر کفار ایسے ہیں جن کے یہاں کتابیں تصنیف تالیف اور علماء مشہور بھی ہیں یا امتیاز بھی اُن کو اور مذہبوں پر ہے اور شہرت و کثرت میں مستثنا ہیں، ان کا مذہب فروع و اصول میں ان پانچوں سے بہت مشابہت رکھتا ہے، اور بالکل خلاف ملّتِ حنیفیہ کے ہے جب سمجھتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مذہب ان پانچوں مذہبوں کی ایک ہیئت مجموعی ہے کہ ہر مذہب سے کوئی چیز اُنھوں نے اختیار کی ہے۔ آپ یہودیوں نے اپنی تعریف میں بہت مبالغہ کرنا اور خدا کے مکر سے امن میں ہونا اور عذابِ سزا اور پرسش و وزن اعمال کا منکر ہونا اور ان باتوں کو اپنے سوا اوروں کے واسطے جاننا یہ تو سب انھوں نے یہود سے لیا ہے جیسا کہ اُن کا قول ہے نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ (ہم اللہ تعالیٰ کی اولاد ہیں اور اُس کے محبوب)۔ وَلَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً (اور نہیں چھوئے گی ہم کو آگ مگر کچھ دن) اور لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى (ہرگز جنت کو نہیں جائے گا مگر جو کوئی ہوگا یہود یا نصاریٰ)۔ اور اصحاب کرام سے تعصب و عناد

اختیار کرنا یا جو محبوب و مقرب خدا کے ہیں ان سے، یہ بھی یہود سے اخذ کیا ہے قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ (تو کہہ کون دشمن ہے جبریل کا بیشک اُتارا اُس نے اُس کو تیرے دل پر اللہ کے حکم سے) اور خدا کو مخلوق سے مشابہ کرنا۔ اور قول بانبدا بعینہ قول یہود کا ہے۔

اور یہ جو ائمہؓ کی محبت میں نہایت غلو کرتے ہیں اور اعتقاد خدا ہونے کا ان پر رکھتے ہیں یا خدا کی روح کا اُترنا ان کے جسموں میں جانتے ہیں، اور ائمہ کو معصوم سمجھتے ہیں اور علم غیب کا ان کے واسطے ثابت کرتے ہیں اور ان کی موت اُن کے اختیار میں ٹھہراتے ہیں، اور حضرت امیرؓ کو دوزخ و جنت کا مختار اور بانٹنے والا بتاتے ہیں، اور روزِ جزا کا حاکم قرار دیتے ہیں، اور اُن کی محبت کے سبب اپنے کو بخشا ہوا اور نجات یافتہ جانتے ہیں، یہ سب نصاریٰ سے لیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بندہ ہی نہیں کہتے اور یہ سب مراتب ان کے واسطے ثابت کرتے ہیں اور پاپا در مذہب نصاریٰ بمنزلہ امام کے ہے شیعہ کے نزدیک جزواً بجزوٍ۔ نصف قرآن کو ظاہر معنے پر یقین کرنا اور نصف جو صحابہؓ اور مہاجرین و انصار کی مدح میں ہے اُن میں بیہودہ تاویلیں کر کے بدل دینا، یہ صورت یہود و نصاریٰ دونوں میں مشترک ہے۔ اور امامت کو خاص اولاد حضرت امام حسینؓ سے مخصوص کرنا مشابہ قول یہود کے ہے کہ نبوت کو اولاد حضرت اسحٰقؑ سے مخصوص کرتے ہیں۔ اور خود کو اولیاء خدا کا کہنا اور حضرت علیؓ کے شیعہ کی مدح میں دور دور جانا یہ بھی انھوں نے یہود سے لیا ہے قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ (کہہ تو اے وہ لوگ کہ یہود و نصاریٰ ہو گئے ہو اگر تم گمان کرتے ہو کہ بیشک تم دونوں اللہ کے قریب قرابت دار ہو سوائے اور لوگوں کے تو جب جانیں موت کی تمنا کرو اگر سچے ہو) اور کلام اللہ کے لفظ و معنی میں تحریف کرنا اور اُس میں اور الفاظ بڑھانا بعینہ صفت یہود کی ہے۔ یہود کہتے ہیں کہ جہاد جائز نہیں جب تک مسیح دجال نہ نکلے، اثنا عشریہ کہتے ہیں کہ جہاد جائز نہیں ہے جب تک کہ امام مہدی نہ خروج کریں۔ نماز مغرب میں اتنی تاخیر کرنا کہ ستارہ نظر آ جائے بعینہ مذہب یہود کا ہے۔ اور تین طلاق بیک دفعہ منکر ہو جانا بعینہ قول یہود کا ہے۔ اور قول یہود کا ہے کہ جو کوئی کسی مسلمان کے قتل و ایذا میں کوشش کرے تو اُس کو ایسا ایسا ثواب ہے۔ امامیہ نے بھی اہل سنت کے قتل کو برابر عبادت ستّر برس کے قرار دیا ہے۔ یہود کہتے ہیں لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ (نہیں ہے ہم پر طلب حق امیین میں راہ الزام کی) امامیہ کہتے ہیں کہ مال و ازواج اہل سنت میں مضائقہ نہ کرنا چاہیے۔ یہود عیسیٰ ابن مریم اور اُن کی ماں اور اُن کے حواریوں کو گالیاں دیتے ہیں اور بُرا کہتے ہیں شیعہ بھی صحابہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفاءؓ اور ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں اور بُرا کہتے ہیں۔ نصاریٰ اپنے پیشاب اور غلیظ میں لت پت ہو جانے سے کچھ اندیشہ نہیں کرتے ان کے نزدیک مثل اور فضلات کے ہیں جیسے تھوک

رینٹ یہ بھی مذہب شیعہ کا ہے جو تحقیق کیا گیا کہ مذی اور منی اور ودی اور پیشاب کے بعد جھاڑنے قضیب کے نکلے اور جو غلیظ خشک ہو گیا ہو، جیساکہ ان کے فقہ میں گزرا نجس نہیں جانتے۔ اور نصاریٰ نماز میں قبلۂ خاص کا التزام نہیں کرتے، اور کہتے ہیں چاروں طرف سجدہ جائز ہے۔ امامیہ بھی نفلوں میں بلا عذر قبلے کا سامنے ہونا ساقط کرتے ہیں اور ہر طرف سجدہ کرتے ہیں۔ اور ٹھہرانے عیدوں ایجاد کی ہوئی نئی نکالی ہوئی میں بھی مشابہت تمام نصاریٰ سے رکھتے ہیں کہ انھوں نے اپنی طرف سے تراشی ہیں۔ عاشورے کے دن ائمہؑ کی قبروں کی تصویریں بنانا اُن کو سجدہ کرنا اور اُن کے سامنے دست بستہ کھڑے رہنا موافق عملِ نصاریٰ کے ہے کہ کلیسا میں صورت حضرت عیسیٰؑ کی اور حضرت مریمؑ کی بناتے ہیں اور تعظیم و سجدہ کرتے ہیں۔

اور مشابہت ان کی صابئین سے یہ ہے کہ ایام قمر در عقرب اور طریقے سے جس کی ہندی بھدرا ہے اور محاق جس کو چاند ڈوبنا بولتے ہیں نحس سمجھتے ہیں اور ایام کی سعادت و نحوست میں بہت غور کرتے ہیں۔ اور نوروز اور شرف آفتاب کی بڑی تعظیم کرتے ہیں۔ اور صابئین سب ستاروں کو فاعل مختار اور خالق سفلی چیزوں کا جانتے ہیں۔ رافضی بھی جملہ حیوانات کو خالق جانتے ہیں اور فاعل مختار سمجھتے ہیں۔ مجوسی خالق نیکی کا یزدان کو اور خالق بدی کا اہرمن کو جانتے ہیں۔ رافضی بھی خالق خیر کا خدا کو اور خالق شر کا شیطان کو سمجھتے ہیں۔ اسی واسطے حضرات ائمہؑ نے خطاب مَجُوْسُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ کا دیا ہے جیساکہ الٰہیات کے باب میں گزرا۔ مجوسیوں کو عورت مباح کرنے کے مقدمہ میں بڑی وسعت ہے اور نہایت ہی بے غیرتی و بے حیائی۔ رافضی بھی متعہ اور فرجیں حلال ٹھہرانے میں انہی کے قدم بقدم ہیں، بلکہ متعہ اور تحلیل فرج کے مقدمہ میں بیٹیوں اور بہنوں کو حلال جانتے ہیں جیساکہ گزرا۔

اور مشابہت ان کی ہنود کے ساتھ ایام عاشورا میں جیساکہ ہنود اپنے بتوں کے ساتھ کرتے ہیں یہ ائمہؒ کی قبروں کی صورت کے ساتھ کرتے ہیں، غسل دیتے ہیں اور سوار کرتے ہیں اور نوبتیں بجاتے ہیں اور اُن قبروں کے سامنے کھانا رکھتے ہیں اور اولش بانٹتے ہیں۔ اور شادی و نکاح امام قاسمؑ اور حضرت سکینہؓ کی اور ان کی مہندی بطور زندوں کے کرتے ہیں۔ ان کا وہم ہنود کے وہم سے بھی زیادہ ضعیف ہے کہ ہنود اشخاص کی تصویروں کی پرستش کرتے ہیں اور یہ قبروں اور جنازوں کی۔ ہنود گائے کے پیشاب اور گوبر پاک سمجھنے کے قائل ہیں رافضی بھی پیشاب بقر و انسان دونوں کو اور پاخانہ و گوبر خشک کو پاک جانتے ہیں۔ اور ہنود میں چھپانا ذکر اور خصیوں اور مقعد کا ستر عورت میں منحصر ہے مذہب شیعہ میں بھی یہی ہے۔ اور ایک گروہ اہل ہنود ننگا ہونے کو عبادت میں اچھا جانتے ہیں، رافضی نماز و طواف میں ننگا ہونا جائز جانتے ہیں بشرطیکہ کہ خصیوں پر مٹی لتھیڑ لیں۔ ہنود اپنے معبد کی خاک کو پیشانی پر ملتے ہیں یہ سجدہ گاہ بناتے ہیں اور اُس کو قبلہ کرتے ہیں۔

ہنود اپنی عبادت و پرستش میں کپڑے کا نجاست سے پاک ہونا واجب نہیں جانتے ہیں، امامیہ بھی اس کپڑے کا پاک ہونا جو بدن سے نہیں لگا ہے شرط نماز کی نہیں جانتے جیسے پگڑی اور ازار بند اور چھلا اور موزہ اور چادر جو سر پر پڑی ہو اور پیشاب اور مذی اور ودی کی طہارت میں بھی۔ ہنود عبادت کے لئے کوئی طرف معین نہیں کرتے۔ امامیہ بھی نفلوں اور سجدہ تلاوت میں سامنے ہونا قبلے کا فرض نہیں جانتے۔ ہنود اپنے روزے میں بعض چیزوں کا کھانا تجویز کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ رافضی بھی اُن چیزوں کا کھانا جن کی عادت نہیں ہے جیسے موم اور مثل اس کے اس کو بھی روزہ توڑنے والا نہیں جانتے۔ ہنود خونِ مسفوح کو یعنے وہ خون جو ذبح کے وقت ذبیحہ سے بہتا ہے حلال جانتے ہیں۔ امامیہ بھی اگر خونِ مسفوح بہت سا کھانے میں مل گیا ہو اُس کا کھانا حلال جانتے ہیں۔ ہنود ظاہر کرنا و شہرت دینا نکاح کو ضروری نہیں جانتے، ایسے ہی امامیہ متعہ میں۔ ہنود فرجیں چھوکریوں کی حلال کر دیتے ہیں چاہے جس کو دیں یہی مذہب امامیہ کا ہے۔ ہنود زر و سیم غیر مسکوک میں زکوٰۃ واجب نہیں جانتے یہی مذہب امامیہ کا ہے۔

باب (۱۲) دوازدہم

در تولاّ و تبرّا

معنے تولا کے محبت ہے اور معنے تبرا کے عداوت۔ یہ بحث بڑی نازک ہے۔ اس میں چند مقدموں کو جز ترتیب سُننا چاہیے اور آیات قرآنی اور ان کے جو علماء معتبر ہیں اُن کے قولوں سے ثبوت پہنچانا چاہیے پھر نتیجہ اُن مقدموں کا نکالنا چاہیے تو ظاہر ہو کہ قابلِ تولا کون ہے اور لائق تبرا کون ہے شیعہ کے اصُولِ مقررہ کے موافق اور ہرگز دخل دینا نہ چاہیے اہلِ سُنت کی باتوں پر۔

❋ **مُقدمہ اولیٰ**۔ مخالفت اور عداوت میں فرق ہے۔ مخالفت کو عداوت لازم نہیں ہے۔ ہرچند یہ مقدمہ ظاہر ہے لیکن واسطے دفع مکابرہ کے دو طور سے ثابت کر سکتے ہیں۔ **اوّل** یہ کہ مُلا محمد رفیع واعظ جس کی ابوابُ الجنان ہے اور شیعہ کے بڑے معتبر لوگوں سے خصوص اثنا عشریہ، اُس نے تصریح کی ہے اس طور پر کہ درمیان دو مومنوں کے دنیا کے معاملات میں مخالفت ہو سکتی ہے لیکن ایمان کی محبت ہر ایک کو دوسرے سے ہے۔ **دوسرے** یہ ہے کہ موافق اعتقاد شیعہ اثنا عشریہ کے درمیان دو مجتہد مثلاً شیخ ابن بابویہ اور سید المرتضےٰ علم الہدیٰ کے بعض مسئلوں میں فقہ کے یا وہ روایتیں جو روایت کی گئی ہیں اُن کے صحیح کرنے میں مثلاً خبر روز میثاق کی وغیرہم مخالفت دونوں میں ثابت ہے، اور مذہب میں جو دونوں کے مغایرت نہیں ہے ایک ہیں باہم محبت رکھتے ہیں۔ پس مخالفت اعم ہے عداوت سے۔ اس واسطے یہ نہیں ہے کہ جس موقع پر مخالفت ہو عداوت بھی لازم ہو البتہ جہاں عداوت ہوگی مخالفت بھی ضرور ہوگی۔

❋ **مقدمہ دوسرا** محبت و عداوت کبھی جمع بھی ہو سکتی ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عداوت دو قسم ہوتی ہے ایک دینی جیسے مسلمانوں کی کافروں کے ساتھ اس سبب سے کہ دونوں کے اصول عقائد کے مختلف ہیں اس واسطے ایک دوسرے کو دشمن جانتے ہیں۔ دوسرے عداوت دنیا کی مثلاً عداوت مسلمانوں کی مسلمان بھائی کے ساتھ بنظر اپنی بھلائیوں اور مضرتوں دنیا کے کہ اُس کی وضعوں سے طبیعت نفرت کرتی ہے پس اُس عداوت و محبت کا جو اپنے جنس میں مختلف ہیں یعنی دنیا والی یا دین والی ان کا جمع ہونا بعید نہیں جانا جاتا بلکہ اکثر اوقات واقع ہوتی ہے۔ لیکن محبت و عداوت مختلف الجنس مختلف النوع و مختلف الصفت یہ بھی جمع ہوتی ہیں مثلاً مومن

اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔

اور آیت اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۔

رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔

بیشک وہ لوگ کہ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا مالوں اور جانوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور وہ لوگ جنھوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ لوگ بعض ان کے دوست ہیں بعض کے۔

ملّا عبداللہ اور دیگر علمائے شیعہ ہاتھ و پاؤں مار کر آخر عاجز ہوئے۔ اور ان لوگوں کے مراتب عالیہ کے قائل۔ یہ ہے حال حضرت امیرؓ کے مخالفوں کا اور اہل بیت کے دشمنوں کا موافق گمان شیعہ کے کہ یہ سب مخالف مہاجرین اور انصار سے تھے کہ انھیں میں سے خلفائے ثلاثہؓ بھی ہیں۔ لیکن جو حضرت امیرؓ سے لڑے ہیں کہ وہ ام المومنینؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ مہاجرین اولین سے ہیں ان میں شیعہ کو بڑا تردد ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگلے لوگ ان کے فرق نہیں کرتے تھے اور سب لڑنے والوں کو کافر ٹھہراتے تھے اور گالی اور تبرا جائز رکھتے تھے۔ پھر جب پچھلے لوگ ان کے خبردار ہوئے اس بات پر کہ جس صورت میں کہ ہم امامت کو نبوت کے حکم میں مانیں اور منکر امامت کو کافر و مرتد گنیں تو بہت وجہوں سے اصول مذہب میں خلل پڑے گا۔ ان میں سے یہ کہ حضرات ائمہؓ بلا تکلف اور بلا ضرورت ان لوگوں کو اپنی لڑکیاں دیتے تھے اور ان کی لڑکیاں لیتے تھے۔ چنانچہ حضرت سکینہؓ کا مصعب بن زبیرؓ سے نکاح ہوا۔ اور قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ کی لڑکی سے حضرت امام محمد باقرؓ نے نکاح کیا۔ اور علی ہذا القیاس یہ بات جملہ حضرات ائمہؓ میں جاری و رائج تھی ہرگز ان کا معاملہ اپنی امامت کے منکروں کے ساتھ ایسا نہ تھا جیسا کہ نبوت کے منکروں کے ساتھ تھا۔ اور ظاہر ہے کہ امامت ہر امام کی مثل امامت حضرت امیرؓ کے ہے۔ اور انہی میں سے یہ ہے کہ ایک گروہ جو خود بھائی اور اقربا ائمہؓ سے تھے منکر امامت دوسرے ائمہؓ کے تھے۔ مثلاً محمد بن حنفیہ کہ منکر امامت حضرت زین العابدینؓ کے تھے باوصف اس کے کہ باہم جھگڑا ہوا اور فیصلہ اس کا حجر اسود پر ٹھہرا اور اس نے گواہی امامت حضرت زین العابدینؓ کی دی تب بھی یہ دست بردار نہ ہوئے خود بھی امامت کا دعوی کرتے رہے اور اپنی اولاد کو وصیت امامت کی کر گئے۔ اور نذر و نیاز اور خمس وغیرہ جو کچھ مختار ان کو بھیجتا تھا کبھی اس میں امام زین العابدینؓ کو شریک نہیں کرتے تھے۔ اور جیسے زید شہیدؓ کہ بے شبہ اپنی امامت کا دعوی کرتے تھے اور امام محمد باقرؓ کی امامت کے منکر تھے اس مقدمہ میں ہشام بن حکم کے ساتھ مناظرہ بھی کیا لیکن اپنا دعوی نہ چھوڑا یہاں تک کہ شہادت پائی۔ پھر انہی کی اولاد یحییٰ اور متوکل نے امام جعفر صادقؓ کی اولاد کے ساتھ اسی معاملہ میں بہت پرخاش رکھی۔ پھر اولاد امام جعفرؓ کی بھی آپس میں مثل عبداللہ افطح اور اسحق بن جعفر کے دعوی امامت کا کرتے رہے۔ اور اگر اولاد حسن رضی اللہ عنہ کو ہم گنیں کہ ایک جماعت

کثیر مثل نفس زکیہ وغیرہ کے دعویدار اپنی امامت کے گزرے ہیں اور دیگر اماموں کی امامت کے منکر تو اثر قیل
وقال کا تنگ کیا معنے بلکہ آتش جنگ و قتال کی بھڑکی چنانچہ ان کے تابعین نے باہم جنگ و قتال کی ہے۔ جیسے
مختار ثقفی نے عبداللہ کو جو پسر صلبی حضرت امیرالمومنین رض کا تھا مار ڈالا ہے کہ نسب کی کتابوں اور تواریخ
میں موجود ہے پس اگر انکار امامت امام کا انکار نبوت نبی کی طرح کفر ہو تو یہ سب لوگ کافر ہو جائیں گے۔ اور حضرات
ائمہ نے کہ زید شہید اور محمد بن حنفیہ اور مثل ان کے جن کے حق میں گواہی خوبی و فلاح کی دی ہے سب جھوٹے
ہو جائے۔ اگر یہ ہم کہیں کہ علی رض کی اولاد ہر چند منکر امامت امام وقت کے ہوں کافر نہیں ہوتی اور لوگ انکار امامت
امام وقت سے کافر ہو جاتے ہیں تو ان چیزوں میں اختلاف و تفاوت لازم آئے جن سے کفر واجب ہوتا ہے۔ حالانکہ
بالاتفاق موجبات کفر میں کچھ تفاوت نہیں ہے چاہے امام زادہ ہو چاہے علوی جب کلمہ کفر کا زبان سے
نکالے گا کافر ہوگا۔ الغرض جب پچھلے لوگوں نے اس پر نظر کی تو ناچار ہو کر کہا کہ منکر امامت کا کافر نہیں ہے۔
اور اس میں فرق نکالا کہ منکر مخالف ہے اور مخالف فاسق اور محارب یعنی لڑنے والا کافر۔ لیکن یہاں اور ایک
قباحت لازم آئی کہ جب انکار امامت کا کفر نہیں ہے اور انکار کے لئے محاربہ لازم۔ جب امام اپنا تصرف چاہے گا
ضرور ہو کفر نہیں وہ اس کو لازم ہو جائے گا اور یہ بات محال ہے کہ نہ ہو اس لئے کہ حکم لازم ملزوم کا ایک ہے
پس انکار بھی کفر ہوگا اور خوب ظاہر ہے کہ محاربہ خود ایک مرتبہ مراتب انکار سے ہے کہ جس وقت امام اپنا تصرف
کرے گا تو اسی محاربے کی صورت پر انکار ہوگا۔ اکثر شیعہ نے اس بات کا جواب اس روش پر دیا ہے کہ ہر چند
قاعدہ تو اسی بات کو چاہتا ہے کہ جب انکار کسی چیز کا کفر نہ ہوگا تو چاہیئے کہ محاربہ بھی اس چیز والے کے ساتھ کفر
نہ ہو اس لئے کہ محاربہ بھی ایک قسم انکار سے ہے لیکن اس قاعدے کو برخلاف عقل کے گو عقل میں تو ایسے
ہی آتا ہے مگر ہم نے حضرت امیر رض سے لڑنے والوں کے حق میں چھوڑ دیا ہے۔ اس سبب سے کہ حدیث متفق علیہ ہم کو
پہنچی ہے حَرْبُكَ حَرْبِي وَسِلْمُكَ سِلْمِي۔ اس جواب میں بھی چند وجہوں سے خدشہ ہے۔ اول یہ کہ یہ کلام تابع
مجاز کے ہے بحذف حرف تشبیہ یعنی حَرْبُكَ كَحَرْبِي اس واسطے کہ معنی حقیقی ممکن نہیں۔ اور خوب ظاہر
ہے کہ حضرت امیر رض کی لڑائی لڑائی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ تھی حقیقۃً بلکہ حکماً۔ اور جب مضاف
بحذف حرف تشبیہ ہوا تو مذموم و قبیح ہونا اس حدیث سے معلوم ہوا نہ کہ کفر ہونا۔ اس واسطے کہ یکساں ہونا
مشبہ اور مشبہ بہ کا تمام احکام تشبیہ میں ہرگز لازم نہیں ہے۔ اور اس لفظ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بعض صحابہ بلکہ متعدد قبیلوں کے حق میں جیسے اسلم و غفار اور جہینہ اور مزینہ کے بھی فرمایا ہے اور
بالاتفاق لڑائی ان سے کفر نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ معنی کلام کے یہ ہیں کہ حَرْبُكَ بالتخصیص حَرْبِي پس
لڑائی جماعت کثیر کی جیسے قاتلان عثمان رض کی کہ ان سب میں حضرت امیر رض بھی تھے لڑائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم